بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلے علی رسولہ الکریم

بہادر مسلمان

مسلمانوں کو اپنی بہادری اور اولوالعزمی پر ہمیشہ فخر رہا ہے اور درحقیقت اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ کمال ایسا ہی ہے کہ اس پر بجا طور پر فخر ہونا بھی چاہیئے۔ یہ بات صرف مسلمانوں ہی کی نہیں ہے بلکہ اسلام سے پہلے بھی ہمارے بڑوں کو اس پر ہمیشہ فخر رہتا تھا پھر خصوصاً اسلام میں جناب سید الشہدا امیر حمزہ رضؓ و جناب شبر حسنؓ حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابوطالبؑ و مقبول بارگاہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہم اور دیگر بزرگوں نے اپنے اپنے کمالات سے اس فخر پر اور چار چاند لگا دیئے اور دنیا کو اپنی بہادریوں سے یہ بتا دیا کہ مسلمانوں کی رگوں میں وہ خون ہے جو کسی بڑی سے بڑی قوت کے مقابل بھی دب کر نہیں رہ سکتا چنانچہ جنگ موتہ میں جب حبیب خدا اشرف انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے حضرت جعفرؓ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

ایک مسلمان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے عیسائیوں کے مقابلہ میں گئے تو مسلمان کل ۴ ہزار اور عیسائی ۲ لاکھ تھے مگر اللہ کے فضل اور مسلمانوں کے زورِ بازو سے میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا اور عیسائی ذلیل ہوئے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں مسلمانوں کی بہادری اور جوش اس قدر زور پر رہے کہ ایک نے سو کے مقابل بھی کبھی نیچا نہ دیکھا۔

یہی جوشِ ایمانی اور تائید یزدانی تھی جس کی وجہ سے جناب امام حسین علیہ السلام نے صرف یزید کی بدکاریوں کی وجہ سے اس کی ماتحتی قبول نہ کی اور سلطنت کی مخالفت سے کچھ بھی خوف نہ کیا اور چونکہ نیت نیک تھی اس واسطے کوئی فساد بھی نہ اٹھایا مگر جب بدبختوں نے ہر طرح مجبور کر دیا تو سو سے بہت ہی کم لوگوں نے یعنی پچاس ساٹھ مردوں نے کافی عرصہ تک ہزاروں کو خاک و خون میں تڑپا کر خود بھی جنت الفردوس میں اپنے نانا جان کے پہلو بہ پہلو تشریف لے گئے۔ اُس زمانہ میں بزرگوں کے کارنامے یاد رکھ کر اپنی اولاد کو جوش دلاتے تھے تاکہ یہ آبائی شرف اور کمال ہمیشہ باقی رہے۔ مُردوں کے واسطے رونا اور سوگ کرنا صرف عورتوں کا کام تھا وہ بھی چیخ کر رونا منع تھا اور تیسرے روز وہ بھی ختم ہو جاتا تھا اور مرد صرف رنج کرتے تھے۔ ماتم و نوحہ

بالکل نہ تھا چنانچہ زندہ مسلمانوں میں اب تک یہی ہے۔

مگر ہم لوگ بھی اپنے کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ مسلمانوں کے کمالوں میں سے ہم میں ایک بھی نہیں ہے۔ بہادری کی یہ حالت ہے کہ خود اپنی سلطنت کھو چکے۔ اب اگر دوسرے لوگ سلطنت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے حالانکہ اسی اسلام کی تو شان تھی سے

	وحوش و بہائم کو انساں بنایا		وہ دیں جسنے اعدا کو اخواں بنایا	
	گڈریونکو عالم کا سلطاں بنایا		درندوں کو غمخوار دوراں بنایا	
	گراں کر دیا اُسکا عالم سے پلہ		وہ خطہ جو تھا اِک ڈھوروں کا گلہ	

آہ یہی نہیں کہ سلطنت کھو چکے۔ صرف اتنا ہی نہیں کہ ہم اپنے سرداروں اور آقاؤں کو اپنے ہاتھوں مٹا چکے بلکہ اب تو سچ پوچھا جائے اور غور سے دیکھا جائے تو ہم انسانی شرافت اور حیوانی غیرت کو بھی طاق پر رکھ چکے اور عقل جیسی انمول چیز کو بھی کام میں نہیں لاتے چنانچہ

ہم دیکھتے ہیں کہ کسی خاص مرغ کی مرغیوں میں اگر دوسرا مرغ آجائے تو وہ ہر ممکن طریقہ سے اُس کو دور کرنے اور نکالنے کی کوشش کرتا ہے اور اگر آدمی بھی کسی مرغی کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے تو مرغ بلا خوف حملہ کر دیتا ہے

حالانکہ وہ جانتا ہے کہ آدمی سے میں جیت نہیں سکتا مگر اُس کی غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ اُس کے دیکھتے ہوئے اُس کی گھر والی کو کوئی ہاتھ لگائے۔ اسی طرح کبوتری کو اگر پکڑنا چاہیں تو کبوتر ہر طرح پنجے، چونچ اور پروں سے مار کر اپنی بیوی کو بچانے کی کوشش کرے گا۔ مگر ہم اس قدر بے غیرت ہیں کہ ہماری ماں بہنیں، بہو اور بیٹیاں بزرگوں کی درگاہوں اور تعزیوں وغیرہ کے میلوں میں ہمارے سامنے نہایت آزادی سے شامل ہوتی ہیں اور بدنیت غنڈے لوگ اُن سے کیا کیا باتیں، اشارے اور حرکتیں کرتے ہیں۔ عاشورہ والی رات کو مسلمان عورتیں تمام رات بازاروں اور مردوں کے مجمعوں میں چیونٹیوں اور مکھیوں کی طرح گھسنی پھرتی ہیں اور اکثر مرد صرف اسی نظارہ اور چھیڑنے کے لئے ان میلوں میں شریک ہوتے ہیں بلکہ ہم تو کہہ سکتے ہیں کہ ہم اُن کو اجازت دیکر گویا بدمعاشی کا سارٹیفکٹ دیتے ہیں۔ اسیواسطے عورتیں ایسے موقعوں پر اچھا لباس پہن کر اور زیور سے آراستہ ہو کر نکلتی ہیں۔

پھر وہاں پہنچکر تعزیوں اور بزرگوں کے مزاروں کو سجدہ کرتے، نذریں چڑھاتے اور دعائیں مانگتے ہیں حالانکہ یہ سب کام صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں مگر ہم لوگ! چاہے نماز پڑھنی نصیب نہ ہو، مسجد کی طرف چاہے کبھی ٹھوکر بھی نہ لگے اور اللہ کے نام پر ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ دیں مگر بزرگوں کے نام کے لئے سب کچھ آسان ہے تو ہمارے نزدیک یہ بزرگ اللہ سے بھی بڑھ کر ہیں؟ عیاذاً باللہ۔ اگر ہم ذرا بھی سوچیں تو ہماری بخوبی سمجھ میں آجائے گا کہ اسلام کا وجود اور ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت صرف شرک اور دوسروں کی عبادتیں، مٹانے کے واسطے تھی۔ مولانا حالی مرحوم فرماتے ہیں ؎

وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں	ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں	وہ بدلا گیا آ کے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں	وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

مگر ہم آجکل باوجود مسلمان ہونے کے اُسی بُرائی میں پڑے ہوئے ہیں جو اسلام کے بالکل ہی خلاف ہے۔ اللہ کے نیک بندے

مولوی صاحبان ہمیشہ سمجھاتے ہیں مگر ہم ہیں کہ ان پر جوں بھی نہیں رینگتی

بھائیو! ذرا غور تو کرو کہ اس بارہ میں تو ہم ہندوؤں سے بھی گر گئے وہ جن چیزوں کی پوجا کرتے ہیں ان کا کچھ وجود ہے مثلاً گائے زندہ اور مفید چیز ہے، گنگا جمنا نہایت کار آمد ہیں پتھروں وغیرہ کے بُت بھی ہستیاں اور صورت رکھتے ہیں مگر ہم صرف کاغذ کھینچی اور پنی کو ہی اپنا خدا بنا لیتے ہیں۔ پتھر اور مٹی کے ڈھیر ہی کو سجدہ کر دیتے ہیں۔ ذرا تو سوچو کہ ہندوؤں کے سامنے اگر تم توحید کا دعویٰ کرو تو وہ کیا کہیں گے؟

میں کہتا ہوں کہ ابو جہل اور ابو لہب کو جو قرآن مجید نے کافر اور جہنمی کہا اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا یہی باتیں نہیں ہیں جن کی وجہ سے فرمایا ان مشرکوں کے لئے جنت حرام ہے۔ ہماری عقلوں پر کسقدر پردے پڑ گئے ہیں کہ اپنے گاڑھے پسینہ کا پیسہ اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر اور اپنے رشتہ داروں کے گلے پر چھری چلا کر ان کاغذوں وغیرہ میں لگا کر برباد کر دیتے ہیں۔ اگر امام حسین علیہ السلام سے محبت ہے تو اُن کے واسطے اللہ نام پر دیں تاکہ انکو ثواب پہنچے

یا اُن کی اولاد کے ساتھ سلوک کریں تاکہ اُن کی روح خوش ہو اس طرح روپیہ برباد کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اس وقت یہ کہا جاتا ہے کہ امام عالیمقام کا سوگ ہے۔ ہم اُن کے رنج میں ہیں مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ رنج اور سوگ میں ہو کر اس قدر بن ٹھن کر نکلنا اور اچھے سے اچھا کھانا پینا کونسا طریقہ ہے۔ ہم اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کے مرنے میں ہم سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ کیا امام عالیمقام کا رتبہ ہمارے نزدیک اپنے رشتہ داروں کے برابر بھی نہیں ہے؟ بلکہ اگر سچ پوچھو تو ہماری اس وقت کی حالتیں تو خوشی ظاہر کرتی ہیں اور امام علیہ السلام کے دشمنوں کا رنگ نظر آتا ہے

مسلمان بھائیو! سب کو مر کر خدا کے سامنے جانا ہے وہاں اگر ان کاموں کے متعلق ہم سے پوچھا جائے تو ہم کیا جواب دینگے کیونکہ جہاں تک تلاش کیا گیا ہمیں تو اس کی کوئی دلیل قرآن مجید یا حدیث شریف یا فقہ کی کتابوں یا شیعہ مذہب سے اب تک نہیں ملی۔ وہ عالم بھی سوچیں جو جان کر بھی ان کاموں میں شامل ہوتے اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں خدا کو کیا جواب دینگے۔

میرے بھائیو! انہیں باتوں نے ہندوؤں اور دیگر مذاہب والوں
کمزور کیا تھا اور انہیں نے ہم کو بزدل اور نامرد کر کے کہیں کا نہ رکھا
اتنی حالت خراب ہو گئی کہ زندہ قوموں میں ہمارا شمار نہیں۔ پھر کیا
آیندہ اس سے بھی بدتر دن دیکھنے ہیں؟ لہٰذا جلد ان باتوں کو
چھوڑ کر حالت درست کیجئے اور اپنی بری حرکتوں سے دینِ اسلام
کو بدنام نہ کیجئے ورنہ صادق آئے گا ؎

لیا عقل و دین سے نہ کچھ کام انہوں نے
کیا دینِ برحق کو بدنام انہوں نے

الداعی الی الخیر

محمد ابراہیم محمدی اجمیری دروازہ دہلی